حصہ (دوئم)

Q. No. 2 (i) ناسخ و منسوخ **سوال نمبر 2 (i)**

ناسخ سے مراد زائل کرنے، ختم کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں ناسخ و منسوخ سے مراد وہ حکم شرعی ہے جس کی مدت ختم ہو چکی ہو اور اللہ نے اسے زائل کر دیا ہو اور اب اللہ اس سے بہتر یا اس کے مثل کوئی حکم لاتا ہے۔ نسیھا سے مراد حافظہ سے مٹا دینے کے ہیں۔

Q. No. 2 (ii) عائلی زندگی کے مقاصد **سوال نمبر 2 (ii)**

عائلی زندگی سے مراد گھریلو اور خانگی زندگی ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل مقاصد اور فوائد ہیں:

1. نسل انسانی کی بقاء یا افزائش نسل
2. رزق میں کشادگی
3. معاشی ارتقاء
4. تعمیر شخصیت

Q. No. 2 (iii) ابراہیمؑ کی وصیت: **سوال نمبر 2 (iii)**

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اسلام اختیار کرنے اور مسلمان ہونے کی وصیت کی۔ ارشاد ہے: "اور جب ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی اے میرے بیٹوں بے شک اللہ نے تمہارے لیے دین کو چن لیا پس تم نہ مرنا مگر مسلمان ہو کر۔"

حصہ (دوئم)

Q. No. 2 (iv) تقویٰ کے معنی: **سوال نمبر 2 (iv)**

تقویٰ کے لغوی معنی ہیں (1) ڈرنا (2) حفاظت کرنا (3) پرہیز کرنا (4) بچاؤ کرنا۔

اصطلاح میں تقویٰ سے مراد برائیوں سے بچنا اور نیکیوں کو اختیار کرنا ہے۔

Q. No. 2 (ix) استاد کی فرائض **سوال نمبر 2 (ix)**

استاد پر مندرجہ ذیل فرائض کی ادائیگی لازم ہے۔

(1) تعلیم کا کام حکیمانہ انداز میں کرے
(2) طلبہ میں طلب علم کا شوق پیدا کرے
(3) ایثار و قربانی کا جذبہ رکھے
(4) فنی مہارت رکھتا ہو
(5) عملی نمونہ پیش کرے
(6) تمام طلبہ سے مساوی سلوک کرے۔

Q. No. 2 (v) معاشرتی زندگی میں عدل: سوال نمبر2 (v)

عدل ایک کامیاب معاشرہ کی جان ہے۔ اس کے بغیر معاشرہ جہنم بن جاتا ہے۔ معاشرتی زندگی میں عدل مندرجہ ذیل چیزوں کا تقاضا کرتا ہے:

(1) معاشی مساوات۔ (2) معاشرتی مساوات۔ (3) حفظِ مراتب

(4) کسی پر زیادتی نہ کرنا (5) حق کی ادائیگی

Q. No. 2 (vi) جہاد میں کامیابی کے اصول: سوال نمبر2 (vi)

اگر مندرجہ ذیل اصولوں پر عمل کر کے جہاد کیا جائے تو کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

(1) جنگ کی تیاری کرنا (4) اطاعتِ امیر

(2) اللہ پر توکل کرنا اور اس میں مدد طلب کرنا (5) اتحاد قائم رکھنا

(3) ثابت قدمی اختیار کرنا (5) احکامِ خداوندی کی پابندی

حصہ (دوئم)

Q. No. 2 (vii) صحیح مسلم کے مؤلف: سوال نمبر2 (vii)

صحاح ستہ کی چھ کتابوں میں سے دوسری کتاب صحیح مسلم ہے جس کے مؤلف امام مسلم بن حجاج نیشاپوری ہیں۔

Q. No. 2 (viii) امام ابو حنیفہ رح سے منسوب کتب (احادیث): سوال نمبر 2 (viii)

امام ابو حنیفہ رح حدیث کی روایت میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ جامع المسانید ایک مشہور احادیث کا مجموعہ ہے جسے امام ابو حنیفہ نے روایت کیا۔ اس سے آپ کے معاندین کی کمی تردید ہوگئی جو کہتے تھے ابو حنیفہ حدیث اور آثار صحابہ پر قیاس کو ترجیح دیتے ہیں۔ امام صاحب نے حدیث کی مشہور کتاب "کتاب الآثار" تیار کی جس کو ابو یوسف اور امام محمد نے روایت کیا۔

حصہ (دوئم)

Q. No. 2 (x) عدل کے فوائد: سوال نمبر 2 (x)

عدل کے فوائد مندرجہ ذیل ہیں:

1. معاشرے میں امن پیدا ہوتا ہے
2. اللہ کا ساتھ نصیب ہوتا ہے
3. قومیں زوال سے محفوظ ہو جاتی ہیں
4. تقویٰ حاصل ہوتا ہے
5. ملک معاشی طور پر مضبوط ہو جاتا ہے

Q. No. 2 (xi) اولاد کے حقوق: سوال نمبر 2 (xi)

اولاد کے مندرجہ ذیل حقوق ہیں:

1. ان کا اچھا نام رکھا جائے
2. تحفظ زندگی دیا جائے۔
3. عقیقہ کیا جائے
4. اچھی پرورش کی جائے
5. نکاح میں رضامندی پوچھی جائے
6. وراثت میں حصہ دیا جائے شرعی طور پر۔

Q. No. 2 (xii) ایمان کا کمزور درجہ: سوال نمبر 2 (xii)

حدیث کے مطابق ایمان کا کمزور ترین درجہ برائی کو دل میں برا جاننا ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے: "تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے مٹا دے اگر نہ ہو سکے تو زبان کے ساتھ اور اگر نہ ہو سکے تو دل کے ساتھ یہ کمزور ترین ایمان ہے"

حصہ (دوئم)

Q. No. 2 (xiii) امام مالکؒ سوال نمبر 2 (xiii)

امام مالکؒ 93ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ سے فقہ مالکی منسوب ہے۔

Q. No. 2 (xiv) جہاد کے بارے میں احادیث سوال نمبر 2 (xiv)

ارشاد نبویؐ ہے:

(1) "دین کی اصل اسلام ہے، اس کا ستون نماز اور اس کی کہان کی چوٹی جہاد ہے"

(2) "جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی"

(3) "جنّت تلواروں کے سائے تلے ہے"

حصہ (دوئم)

Q. No. 2 (xix) جہاد اور قتال میں فرق (xix) سوال نمبر 2

قتال کے معنی اللہ کی راہ میں جسم و جان سے لڑنا ہے اس کے برعکس جہاد
کا مفہوم کافی وسیع ہے اس میں مال و دولت، علم و حکمت اور دوسرے ذریعوں سے
اللہ کے دین کی حمایت کرنا سب شامل ہے۔ لہذا قتال جہاد کا ایک طریقہ ہے۔ جہاد اس سے کہیں بڑھ کر ہے

Q. No. 2 (xv) ہمسایوں کی اقسام (xv) سوال نمبر 2

قرآن میں ہمسایوں کی تین اقسام بیان ہوئی ہیں
(1) جارِ ذی القربیٰ: رشتہ دار ہمسایہ
(2) جارِ الجنب: اجنبی ہمسایہ
(3) ~~الصا~~ الصاحب بالجنب: پہلو کا ساتھی یعنی شریک سفر وغیرہ

حصہ (دوئم)

Q. No. 2 (xvi) امام جعفر صادق: (xvi) سوال نمبر 2

امام جعفر صادق نہایت حق گو اور راست باز تھے جس کی وجہ سے آپ کو
صادق کہا جاتا۔ امام صاحب کا لقب صابر بھی تھا۔ ہر دور کے علماء نے آپ کے متعلق
اچھی اور بلند رائے کا اظہار کیا۔ امام نووی فرماتے ہیں "علماء آپ کی جلالت،
شان، امامت اور سیادت پر متفق ہیں"

Q. No. 2 (xvii) فقہ حنفی کی خصوصیات: سوال نمبر 2 (xvii)

(1) اس فقہ میں شخصی رائے اور اجتہاد پر انحصار نہیں کیا جاتا بلکہ ایسے ماہرین و محققین کی مشورے پر انحصار کیا جاتا ہے جن کا علم و فضل اور رسائی اور دانائی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اس لیے اس میں غلطی کے امکانات بہت کم ہیں۔

(2) اس میں استحسان کو خاص اہمیت دی جاتی ہے (3) یہ فقہ تعصب سے نسبتاً دور ہے

Q. No. 2 (xviii) تبلیغ کے اصول: سوال نمبر 2 (xviii)

تبلیغ کے مندرجہ ذیل اصول بیان ہوئے ہیں:

(1) حکمت و تدبر کے ساتھ کی جائے۔
(2) موعظت حسنہ یعنی عمدہ نصیحت کے ساتھ کی جائے۔
(3) مناظرہ بطریق احسن
(4) تالیف القلوب
(5) منطقی انداز ہو
(6) دین میں کوئی جبر نہیں

Q. No. 2 (xx) فقہ حنبلی کی خصوصیات: سوال نمبر 2 (xx)

(1) یہ فقہ سنّتِ نبویؐ اور آثارِ صحابہ کا رنگ غالب ہے۔ اس لیے اثری فقہ بھی کہلاتا ہے۔

(2) اس فقہ میں احادیث کے ظاہری الفاظ پر زیادہ انحصار کیا جاتا ہے

(3) سعودی عرب کا سرکاری فقہ ہے۔ یہ عملی تجربہ بھی رکھتا ہے

(4) عصری مسائل حل کرنے کی صلاحیت کم ہے۔

Q. No. 3 (i) — بامحاورہ ترجمہ — سوال نمبر 3 (i)

"اور وہ کہتے ہیں کہ تم یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو ہدایت پاؤ گے۔ کہہ دو کہ ابراہیم کا مذہب یک طرفہ ہے اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔"

Q. No. 3 (ii) — ملّتِ ابراہیم: — سوال نمبر 3 (ii)

ملّتِ ابراہیم سے مراد دین الٰہی اور اسلام ہے۔ اس آیت میں اسلام کی نسبت اللہ اور رسولؐ کی بجائے ابراہیمؑ کی طرف کی گئی ہے کیونکہ یہود، عیسائی اور مشرکین تینوں حضرت ابراہیمؑ کو اپنا پیشوا مانتے تھے۔

Q. No. 3 (iii) — حنیفاً: — سوال نمبر 3 (iii)

حنیفاً حضرت ابراہیمؑ کا لقب ہے جس کے معانی یک طرفہ کے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے سب ادیان حق سے منہ موڑ کر دین الٰہی کو اختیار کیا اور اسی کے ہو کر رہے۔ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ اللہ کا دین ہی ہدایت ہے۔ اس لیے حضرت ابراہیمؑ کو یہ لقب ملا۔

Q. No. 4 (i) (Page 1) **ترجمہ:** سوال نمبر 4 (i) (صفحہ 1)

"جو آیت ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس کی مثل لاتے ہیں۔ کیا
تجھے معلوم نہیں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے"

تشریح:

یہ آیت تب نازل ہوئی جب یہود و نصاریٰ اور مشرکین
حضورؐ پر تان کرتے تھے کہ اگر دین الٰہی حق ہے اور اللہ ہی سچا اور
حقیقی رب ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے احکام کیوں مٹا دیے یا ان سے
نعوذ باللہ کیوں روگردانی کی۔ کافروں کے اس اعتراض کا جواب
دیتے ہوئے اللہ نے یہ آیت نازل کی اور اللہ نے کافروں کو بتا دیا کہ اگر اللہ
اپنا کوئی حکم منسوخ کرتا ہے یا پھر اسے بھلا دیتا ہے تو پھر وہ اسی پر رُک
نہیں جاتا بلکہ وہ اس کی مثل لاتا ہے یا پھر اس سے بہتر احکام نافذ کرتا ہے۔
اس کی مثال ویسے ہی ہے جیسے "ایک طبیب حاذق اپنی تجویز کو پہلے دیتا اور
پھر جب ماحول بدلتا ہے تو وہ اپنی تجویز بدل دیتا ہے۔ ایک طبیب کی تجویز اپنی جگہ
بالکل درست ہوتی ہے لیکن حالات کے بدلنے کی وجہ سے وہ بعد میں کارگر نہیں رہتی۔
ایسے میں ایک طبیب کی مہارت کا تقاضا بھی یہی ہے وہ اپنی تجویز کو یا تو
منسوخ کر دے یا اس سے بہتر یا ملتی جلتی دوسری تجویز دے۔"
بالکل اسی طرح جب حالات بدلے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پچھلے احکام (نسخ) منسوخ
کر دیے۔ نسخ کے لغوی معنی زائل کرنے کے ہیں۔ لیکن اصطلاح میں اس سے مراد
کسی حکم شریعت کی مدت کا ختم ہو جانا ہے۔ ننسہا سے مراد حافظہ سے مٹانے
کے ہیں۔ اللہ یا تو ایک حکم کو بالکل ہی رد کر دیتا ہے یا پھر لوگوں کے ذہنوں سے اسے
نکال دیتا ہے۔
آیت کے اگلے حصے میں اللہ کافروں کو تنبیہ کرتے ہیں کہ کیا ان کو یہ معلوم
نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ جیسا چاہتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے۔

حصہ (سوئم)

Q. No. 4 (i) (Page 2) سوال نمبر 4 (i) (صفحہ 2) کسی کو بھی اللہ کی فیصلوں پر اعتراضات کرنے کی جرأت نہیں ہونی چاہیے۔

درحقیقت یہود و نصاریٰ پہلے ہی اللہ کی قدرت کے جلوے دیکھ چکے تھے اور اب وہ ایسے اظہار کرتے تھے گویا وہ جانتے ہی نہ ہوں کہ اللہ کتنا طاقتور اور بزرگ و برتر ہے۔ اسی کی یاد دہانی اس آیت میں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ تو جب کسی چیز کا فیصلہ کرتا ہے تو پھر وہ ہو کر رہتی ہے کوئی بھی بڑی سے بڑی قوت اس کو روک نہیں سکتی۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وہ آسمانوں اور زمینوں کو از سرِ نو پیدا کرنے والا ہے اور جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو فرماتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔"

لہذا ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اللہ کے دیے ہوئے احکام کی سچے دل سے پابندی اور پیروی کریں اور ان کے متعلق شک و شبہ میں پڑنے سے اپنے آپ کو محفوظ بنائیں۔

Q.No.4 (ii) (Page 1) ترجمہ سوال نمبر 4 (ii) (صفحہ 1)

"اے ایمان والو! مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

تشریح:

سورۃ بقرہ کی مندرجہ بالا آیت میں اہل ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے اور انہیں صبر کرنے اور نماز قائم کرنے کے ذریعے اللہ کی نصرت حاصل کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

جب حضور اکرم ﷺ نے اعلان نبوت کیا تو کافروں نے اپنے کفر کے سبب نہایت سخت ردِ عمل کیا۔ جن لوگوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور وہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے ان پر کبھی ظلموں کے پہاڑ ڈھائے گئے تھے۔ تاریخ ان واقعات سے رنگی ہوئی ہے اور ان قربانیوں سے بھی جو کہ مسلمانوں

Q. No. 4(ii) (Page 2) نے اسلام کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کی **(صفحہ 2) (ii) سوال نمبر 4**

رضا جوئی حاصل کرنے نہایت صبر و استقلال سے برداشت کیے۔ اس سلسلے میں حضرت بلالؓ کی قربانی ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ آپؓ ایک حبشی غلام تھے اور آپؓ کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے دھوپ میں تپتی ہوئی ریت پر لٹایا جاتا اور ایک پتھر کو آپؓ کے بدن پر رکھا جاتا۔ اور یہ سب صرف اس لیے کہ آپؓ نے دینِ حق کو قبول کیا اور اس سے پھر جانے کے لیے کسی بھی قیمت پر راضی نہ ہوئے۔

اسی طرح کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی گئی ہے اور یہ بات بھی واضح کر دی گئی ہے کہ اس طرح کی مشکلات اور تکلیفوں سے ہر مسلمان کو دوچار ہونا پڑے گا تبھی وہ اخروی نعمتوں کا مستحق ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے خوف، بھوک، مال کی کمی، جانوں اور پھلوں کی کمی سے کر۔"

لیکن جو بات غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ ان مشکلات کے دور میں ایک مسلمان کا کیا فرض ہے۔ اس کے اوپر ذمہ دار عائد ہوتی ہے کہ وہ نماز قائم کرے یعنی نماز کو اس کے پورے اصول و ضوابط اور ~~خوشوع~~ خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرے اور صبر کو اپنا شعار بنائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ اگر اللہ کی مدد طلب کرنی ہے تو صبر سے کرو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادو۔"

ایک اور بات اس آیت میں غور طلب ہے وہ یہ کہ اللہ نے اس آیت میں اہلِ ایمان کو مخاطب کیا ہے۔ اس سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ میں مشکلات سہنا، صبر کرنا اور نماز کو خوبصورت طریقے سے ادا کرنا ایمان کی علامت ہے۔ اسی کے ذریعے تقویٰ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حصہ (سوئم)

Q. No. 5 (i) (1) ترجمہ: سوال نمبر 5 (i)

"بے شک اللہ نے فرائض مقرر کر دیے پس تم ان کو ضائع نہ کرو اور حدیں مقرر
کیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام کیں ان کو نہ توڑو۔ (اور تم پر رحم
کرتے ہوئے کچھ اشیاء کے بارے میں خاموشی اختیار کی ان کے متعلق بحث نہ کرو)

Q. No. 5 (ii) (2) ترجمہ: سوال نمبر 5 (ii)

"بے شک اللہ نے میری خاطر میری امت سے درگزر کیا بھول چوک اور وہ
کام جن پر انہیں مجبور کر دیا گیا۔"

Q. No. 6(i) (Page 1) سوال نمبر 6 (i) (صفحہ 1)

جہاد کے معانی:

جہاد کے لغوی معنی کوشش کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں دین کی حفاظت، سربلندی اور اشاعت کے لیے کی جانے والی کوشش اور تگ و دو کو کہتے ہیں۔ اس کا تعلق جسم و جان سے ہو، مال و دولت سے یا علم و حکمت سے جہاد کیا جاتا ہے۔

جہاد کے اصول
(جہاد میں کامیابی کی شرائط)

1. **جنگ کی تیاری:** قرآن میں مسلمانوں کو متعدد بار جہاد کی تیاری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جہاد کی تیاری کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ لہذا تیاری کے بغیر جنگ میں جانا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ خود نبی اکرمؐ نے کبھی تیاری کے بغیر میدان جنگ میں قدم نہیں رکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور دشمنوں کے لیے تیار رکھو سامان جنگ اور سدائے ہوئے گھوڑے تاکہ دھاک بیٹھ جائے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر"

2. **اللہ پر توکل:** جنگ کی تیاری کو ہی کامیابی کا سبب نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ اللہ کی مدد کے بغیر کامیابی ممکن نہیں اس لیے ہر وقت اللہ کی مدد طلب کرتے رہنا چاہیے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

3. **ثابت قدمی:** مسلمانوں کو بارہا ثابت قدم رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد ہے:

"جب دشمن سے مقابلہ ہو تو ڈٹ جاؤ۔"

4. **اتحاد:** اتحاد و اتفاق جنگ میں کامیابی کے لیے از بس ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"تم آپس میں نہ جھگڑو تم کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔"

5. **اطاعت امیر:** میدان جنگ میں سپہ سالار اور کمانڈر کی اطاعت کے بغیر کامیابی ممکن

حصہ (سوئم)

Q. No. 6 (i) (Page 2) سوال نمبر 6 (i) (صفحہ 2)

نہیں۔ قرآن میں غزوہ احد میں مسلمانوں کی ناکامی کی وجہ حضور اکرم ﷺ کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی کو بتایا گیا ہے۔

⑥ **ذکر الٰہی کی کثرت:** میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا چاہیے کیونکہ اس سے اللہ مدد کرتا ہے اور خیر و برکت نازل کرتا ہے جو میدان جنگ میں کامیابی کے لیے از بس ضروری ہے۔

⑦ **کامیابی پر نہ اترانا:** اپنی کامیابی پر اترانا از روئے اسلام حرام ہے۔ حنین میں مسلمانوں کو اپنی کثرت پر فخر تھا لیکن زمین اپنی وسعتوں کے باوجود تنگ ہو گئی۔

⑧ **احکام خداوندی کی پیروی:** احکام خداوندی کی پیروی تو ہر وقت ضروری ہوتی ہے لیکن میدان جنگ میں اس کی ضرورت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کیونکہ اس سے اللہ کی نصرت شامل حال ہوتی ہے جس کے بغیر کامیابی ممکن نہیں

Q. No. 6 (ii) (Page 1) سوال نمبر 6 (ii) (صفحہ 1)

اخوت کے تقاضے (مسلمانوں کے فرائض)

① **خیر خواہی:** مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آئے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "دین تو خیر خواہی کا نام ہے" صحابہ کرام نے پوچھا کس سے خیر خواہی۔ ارشاد فرمایا: "امت اسلامیہ کے سربراہان اور ان کی رعایا سے ہمدردی اور خیر خواہی"

② **تکریم و توقیر:** ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کو محترم جانے وہ کسی بھی حیثیت کا ہو اسے حقیر نہ جانا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے **"کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے"**

③ **ایذا نہ دینا:** ایک مسلمان کو تکلیف دینا سخت گناہ ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: **"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ ہو۔"**

④ **جھگڑے کی صورت میں مصالحت کرانا:** اگر دو مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور جھگڑا

Q. No.6(ii)(Page 2) سوال نمبر 6(ii) (صفحہ 2) روٹھا ہوجائے تو ان کے درمیان صلح کرانا لازمی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور اپنے باہمی معاملات درست رکھو۔"

(5) پردہ پوشی: مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے عیبوں پر پردہ ڈالیں۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: "جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی کرے گا۔"

(6) اتحاد و اتفاق: اخوت کو مضبوط اور مستحکم رکھنے کے لیے اتحاد و اتفاق از بس ضروری ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔"

(7) دعائے مغفرت: ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لیے مغفرت اور ہمدردی کی دعا کرے۔ قرآن میں مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی ہے:

"اے ہمارے پروردگار! ہمیں اور ہمارے ان مسلمان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے قبل ایمان لائے۔"

(8) دکھ سکھ میں شرکت: دکھ میں شرکت سے تکلیف کم ہوجاتی ہے اور خوشی میں شریک ہونے سے دوسرے کی خوشی دوبالا ہوجاتی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"باہمی شفقت اور مہربانی میں تم اہلِ ایمان کو ایک جسم کی طرح پاؤ گے۔ جب اس کے جسم کا ایک عضو دکھے گا تو سارا جسم خواب اور بیداری میں اس کا ساتھ دے گا۔"

(9) تشمیت: صحت کی حالت میں اگر چھینک آئے تو سکون ملتا ہے۔ ایسے میں الحمدللہ کہنا چاہیے۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جب وہ اس حمد کو سنے تو "یرحمک اللہ" کہے۔ اسے تشمیت کہا جاتا ہے۔ مسلمان اپنے بھائی کے لیے اس بھلائی کی دعا کرتا ہے۔

(10) تحفے دینا اور دعوت قبول کرنا: تحفے دینے سے محبت بڑھتی ہے۔ اور دعوت قبول نہ کی جائے تو آپس میں رنجیدگی پیدا ہوتی ہے جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"تم ایک دوسرے کو تحفے دو محبت بڑھے گی۔"

حصہ (سوئم)

Q.No.7 خدمت خلق کی صورتیں: سوال نمبر 7

رفاہ عامہ کے کام: رفاہ عامہ کے کام صدقہ جاریہ ہوتے ہیں۔ ان کا ثواب ان کے قائم کرنے والوں کو تب تک ملتا رہتا ہے جب تک یہ ادارے جاری اور قائم رہیں۔ اس میں شامل ہے

(1) سرائے تعمیر کرنا (2) مسجدیں تعمیر کرنا (3) شفاخانے تعمیر کرنا

محتاجوں کی امداد: ضرورت مند انسانوں کی ضروریات کو پورا کرنا خدمت خلق کی اہم صورت ہے۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا، ننگوں کو کپڑے پہنانا وغیرہ نیکی کے کام ہیں۔

یتیموں کی کفالت: یتیم کی کفالت کرنے والے کے لیے یہ خوشخبری ہے کہ جنت میں اسے حضور ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔ یتیم کی کفالت کرنے والا ایسے ارروئے حدیث مجاہد کی طرح ہے اور اس کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ یہ خدمت خلق کی اہم صورت ہے۔

بیماروں کی عیادت: بیمار کی زبانی تسلی و تشفی سے ڈھارس بندھتی ہے جو اللہ کو محبوب ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جاتا ہے تو جنت کے میوے کھاتا ہے جب تک لوٹ کر نہیں آتا۔"

بیواؤں کی خبرگیری: بیوہ کا عام طور پر کوئی پرسان حال نہیں ہوتا ایسے میں ضروریات زندگی کی محتاج ہو جاتی ہے۔ ان سے بڑھ کر کون ہماری خدمت کا مستحق ہو سکتا ہے۔

خادموں کے ساتھ حسن سلوک: رسول اکرم ﷺ نے خادموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تعلیم دی۔ ارشاد ہوتا ہے "جو خود کھاؤ وہی اپنے غلاموں کو کھلاؤ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ"

درست رائے اور مشورہ: طالب علم کو اس کی تعلیم کے متعلق درست رائے دینا اور رہنمائی کرنا بھی خدمت خلق ہے جس پر توجہ دینے کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔

مہمان نوازی: ارشاد نبوی ہے: "جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔"

راستے سے رکاوٹ دور کرنا: جو استعداد نہ رکھتا ہو تو اس کو چاہیے کہ راستے سے رکاوٹ دور کر دے کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے اور خدمت خلق کی اہم صورت ہے۔

سفارش دوسروں کے حق میں: آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "اگر کوئی کسی وجہ سے حاجت مند کی ضرورت کو پورا نہ کر سکے تو کسی اور کو سفارش کر دے۔"